# میرا محسن !"الفضل"

یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ جب آنکھ کھولی تو "الفضل " اخبار دیکھا ہاں یہ ضرور کہہ سکتی ہوں کہ جب شعور کی آنکھ کھلی تو زندگی میں پہلی بار نام بھی اور پڑھا بھی وہ یہی ہمارا اپنا " روزنامہ الفضل ربوہ. "کو ہی دیکھا ۔ اس سے پہلے اخبار کیا ہوتا میں نہیں جانتی تھی۔

ربوہ میں غالباً1955ءیا 1956ء کی بات ہوگی نا تو ہمارے پاس کوئی ٹی ،وی تھا اور نہ کوئی ریڈیو اس لئے سارا دن میں دو لوگوں کا شدت سے انتظار ہوتا تھا وہ ہیں صبح کے وقت پوسٹ مین اور دوسرے شام کو " روزنامہ الفضل ربوہ" ۔ پوسٹ مین کی انتظار اس لئے ہوتی کہ ہمارے اباجان افریقہ میں رہتے تھے اُن کے خط کی انتظار ہوتی اور شام کو الفضل جو شام کو دیوار سے اندر پھینک کر جاتے تھے ۔ .الفضل میں سب سے پہلے حضور خلیفتہ المسح الثانی ؓ کی صحت کی خبر سے شروع ہوتا اور آخری صفحہ تک پڑھ کر سکون ملتا ۔ یہ ہر روز کا معمول تھا ۔ پھر اُس کے بعد آہستہ آہستہ سمجھ بھی آتی گئی اور مزید اخبار وغیرہ بھی گھر آ نےشروع ہوگئے ۔

زندگیاں بدلنی شروع ہوگئیں شہر بدلنے شروع ہوئے مگر الحمد للہ " الفضل" سے کبھی ساتھ نہیں چھوٹا جس شہر بھی ہم منتقل ہوئے " الفضل" وہاں ہی آنا شروع ہوجاتا ربوہ سے باہر رہنے سےدل بے چین ہوتا مگر جیسے ہی " الفضل " گھر آتا تو یوں لگتا جیسے سب گھر والے آ گئے ہوں ، اُمی ابو بہن بھائی سب اُس میں ہی نظر آنے لگ جاتے کے اخبار ربوہ سے جو آیا ہے ۔

پہلےاپناشہرربوہ چھوڑ ا اور دوسرے شہر چلی گئی پھرملک ہی چھوٹ گیا یہاں لندن آ کر بھی " الفضل" کبھی بند نہیں ہوا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے پھر تو ہمارے یہاں یو کے سے ہی چھپنا شروع ہوگیا ۔ غرض زندگی میں "الفضل" پڑھنے کی حد تک ہمیشہ میرے ساتھ رہا ۔ پڑھنے کی حد تک تو بہت شوق تھا خالی " الفضل "ہی نہیں بلکہ اور مزید اخبار بھی ہمارے گھر ہمیشہ آتے رہے ہیں ۔ لیکن کبھی میں لکھوں گی کبھی نہ سوچا تھا نہ اپنے آپ کو اس اہل سمجھا تھا ۔

ہماری زندگیاں بدلتی رہتی ہیں ، ہمیں خود کو کچھ علم نہیں ہوتا کہ کل کیا ہوگا ۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ۔ شوہر کی وفات کے بعد میری زندگی کے حالات بدلے لوگوں سے کہا کہ میرے لئے کوئی کچھ لکھ دے ، لیکن میرے حالات کون جانتا تھا جو لکھتا ۔ پھر میرے بہت ہی معزز مربی بھائی نے میرے ہاتھ میں قلم پکڑا دیا اور کہا لکھو ۔ سال بھر کوشش کی لکھ کر پھر اپنے ایک اور بہت ہی اپنے معزز کزن بھائی کے پاس لے گئی اُنہوں ں نے کچھ شاباش دے کر پاس کر دیا پھر " روزنامہ الفضل ربوہ" کے ایڈیٹر صاحب نے میری حوصلہ آفزائی فر مائی اور میرا پہلا جذباتی مضمون چھپ گیا ۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے میرا خوشی یا حیرانگی سے کیا حال ہوا ہوگا ۔سچ پوچھیں " الفضل ربوہ " ایڈیٹر صاحب نے مجھ معمولی سی تعلیم یافتہ کی بہت ہمت افزائی کی جہاں سے میری لکھنے کی سکت بڑھتی گئی اور میں لکھتی گئی ۔ میرا ساتھ میرے بہت سارے محسنوں نے دیا لکھنے کے آداب سکھائے اور ہر قدم پر میری مدد کی ۔ میں اُن سب کی احسان مند ہوں اور " الفضل " جس نے قدم قدم میری رہنمائی کی دل سے دعا کرتی ہوں کہ اسیطرح یہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہے ۔

میری عادت بن چکی ہے صبح ناشتے کے بعد " الفضل" اور باقی نیوز وغیرہ پڑھ کر ہی دن شروع کرتی ہوں ۔ لیکن جب سے ڈیلی آن لائن " الفضل "شروع ہے تو بہت اچھا لگتا ہے ۔ صبح صبح دُعائیںِ حدیث ، ملفوظات ، اور بہت قیمتی مضامین نظر سے گزرتے ہیں ۔ میں خوش نصیب ہوں میری زندگی کو سنوارنے میں " الفضل" کا بہت بڑا ہاتھ ہے ۔ میں نے بہت کچھ اس " الفضل " سے ہی سیکھا ہے ۔ یہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی فر ماتا ہے ۔

اِ ن دنوں کرونا کی وجہ سے خاص طور پر مجھ جیسے عمر رسیدہ لوگوں کو تو با لکل بھی باہر جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے کوشش کریں آپنی آپنی زندگی کی آسانیوں اور مشکلات کو قلم بند کریں ۔ وقت بھی کٹ جائے گا اور لوگوں کو آپ کے تجربات سے فائدہ بھی ہوگا ۔ اگر میں لکھ سکتی ہوں ہوتو آپ سب مجھ سے بھی اچھا لکھ سکتے ہیں کوشش کریں اور اپنا قیمتی وقت قلم پیپر کے ساتھ گزاریں ۔

میں جو ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکتی تھی ۔ اس " الفضل " کی وجہ سے اور الحمد للہ اپنے پیارے " الفضل "

کا حصہ بھی بن جاؤں گی کبھی سوچا بھی نہیں تھا ۔ اس

کے لئے اب مجھے کمپوز کرنے کا بھی موقعہ مل جاتا ہے ۔

شاید اللہ تعالیٰ نے میری بخشش کا ذریعہ بنا دیا ہے کہ

مجھے یہ نیکی کا موقعہ ملا ہے

الحمد للہ ربّ العلمین

میں اللہ تعا لیٰ کے بعد " تمام الفضل " چلانے والوں کا

دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتی ہوں اس نے مجھے بہت کچھ دیا

یہ " الفضل " میرا محسن ہے

صفیہ بشیر سامی۔